اصل جہاد یہی ہے کہ ساری دنیا میں اسلام کو غالب کرنا ہے۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ 6/ جون 1997ء بمقام بیت الفضل لندن)

تشہد وتعوذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد حضور انور نے درج ذیل آیت کریمہ تلاوت کی:

يَا أَيُّهَا الرَّسُولُ بَلِّغْ مَا أُنزِلَ إِلَيْكَ مِن رَّبِّكَ ۖ وَإِن لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهُ ۚ وَاللَّهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ ۗ إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكَافِرِينَ ﴿٦٨﴾ (المائدہ:68)

پھر فرمایا:

اس آیت کریمہ میں حضرت اقدس محمد مصطفی ﷺ کو مخاطب کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ یہ وضاحت فرمارہا ہے کہ اے رسول جو کچھ تیرے رب کی طرف سے تجھ پر اتارا گیا ہے اسے آگے لوگوں تک پہنچادے۔ وَإِن لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهُ اگر تو نے اس پیغام کو آگے نہ پہنچایا تو گویا تو نے رسالت کا حق ادا نہیں کیا۔ وَاللَّهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ ان لوگوں سے اللہ تعالیٰ تجھے بچائے گا کیونکہ اسکے نتیجے میں مخالفتیں ضرور ہوں گی شدید ردعمل ہوں گے لیکن یادرکھ کہ جس کے حکم کی تو پیروی کرے گا وہی خدا تیری حفاظت فرمائے گا۔ إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكَافِرِينَ اور اللہ تعالیٰ کافروں کی قوم کو ہدایت نہیں دیا کرتا۔

یہ وہ امور ہیں جن کا آج کے خطبہ سے بنیادی طور پر تعلق ہے۔ اگرچہ گزشتہ خطبہ میں بھی

اسی مضمون یعنی دعوت الی اللہ کے مضمون کو بیان کیا تھا مگر چونکہ یہ ہمارا سال جو جلسہ سالانہ U.K پر ختم ہوگا تھوڑا باقی رہ گیا ہے اور کام ابھی بہت باقی ہیں اس لئے گزشتہ خطبہ میں تو زیادہ تر میرے ذہن میں افریقن ممالک اور کئی مشرقی ممالک تھے جن میں خدا تعالیٰ کے فضل کے ساتھ بہت تیزی سے کام آگے بڑھ رہے ہیں اور ان بڑھتے ہوئے اور تیز رفتاری سے بڑھتے ہوئے کاموں کے تقاضے پورے کرنے کے لئے میں نے کچھ نصیحتیں کی تھیں۔ اب خصوصیت سے میرے پیش نظر وہ ممالک ہیں جو پیچھے رہ گئے ہیں اور ان میں مغربی ممالک، جرمنی کو چھوڑ کر باقی مغربی ممالک، خاص طور پر میرے مخاطب ہیں کیونکہ تبلیغ کے کاموں میں وہ بہت پیچھے ہیں۔

امریکہ ہو یا کینیڈا ہو یا یورپ کے دیگر ممالک اور یوکے جہاں یہ خطبہ ہو رہا ہے اکثر نے حقیقت میں تبلیغ کی طرف پوری توجہ نہیں دی اور سمجھتے ہیں کہ یہ زائد کام ہے۔ اس غلط تصور کو توڑنے کے لئے میں نے یہ آیت آج آپ کے سامنے پڑھی ہے۔ لغو اور بیہودہ خیال ہے یہ زائد کام ہے ہی نہیں۔ اگر یہ زائد کام ہوتا تو آنحضرت ﷺ کو مخاطب فرما کر خدا یہ نہ کہتا کہ تبلیغ کرو ورنہ تو رسالت کا حق ہی ادا کرنے والا نہیں ہوگا۔ گویا تو نے رسالت کا حق ادا نہیں کیا۔ میں پہلے بھی خوب اس بات کو خوب کھول چکا ہوں۔ اگر ادنیٰ سی بھی عقل سے کام لے کے دیکھیں کہ کیا رسول اللہ ﷺ کو اکیلے تبلیغ کا حکم تھا اور ماننے والوں کو اجازت تھی کہ تم جو چاہو کرتے پھرو اکیلے محمد رسول اللہ ﷺ کو تبلیغ کرنے دو۔ یہ تو ویسی ہی ذلیل بات ہے جیسے موسیٰؑ کی قوم نے حضرت موسیٰؑ سے کہی تھی کہ جا تو اور تیرا رب لڑتے پھرو یعنی حضرت موسیٰ اور آپ کے بھائی کو مخاطب کرتے ہوئے انہیں کہا فَاذْهَبْ اَنْتَ وَرَبُّكَ (المائدہ:25) ہم تو یہاں بیٹھے رہنے والے ہیں جب فتح حاصل کر لو گے تو ہمیں بتا دینا۔ تو اگرچہ اللہ تعالیٰ چاہتا تو فتح دے بھی سکتا تھا لیکن انکار کر دیا اور حضرت موسیٰ کو بھی اس کی وجہ سے تکلیف اٹھانی پڑی۔ تو وہ عرصہ جو وعدے کا عرصہ تھا وہ گزر گیا اور پھر بھی آپ کو ارض مقدسہ میں داخل ہونے کی توفیق نہ ملی کیونکہ قوم نے ساتھ نہیں دیا تھا۔ تو اب آنحضرت ﷺ کے ساتھ دینے کا معاملہ ہے۔ اس کو کون کہہ سکتا ہے کہ طوعی بات ہے۔ فرض ہی نہیں بلکہ جذبات کے ساتھ اس کا ایسا گہرا تعلق ہے کہ آنحضرت ﷺ کو جب آپ نے پوچھا تھا اہل مدینہ پیش نظر تھے، پوچھا تھا کہ بدر کی جنگ میں کیا مشورہ دیتے ہو۔ تو جب صحابہؓ سمجھ گئے اور اہل مدینہ سمجھ گئے کہ ہم مخاطب ہیں تو ایک نے ان میں سے اٹھ کر کہا کہ یا رسول

اللہ ﷺ ہم نے جو میثاق مدینہ کیا تھا پہلے زمانے کی باتیں ہیں۔ جب یہ شرطیں تھیں کہ مدینے پر اگر کوئی حملہ آور ہوا تو ہم لڑیں گے اور اگر مدینہ سے باہر ہوا تو ہم ساتھ نہیں لڑیں گے۔ انہوں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ آپ کے ذہن میں وہ بات ہے۔ وہ تو گزر گئے زمانے۔ آپ کو جانتا کون تھا اس وقت، کون پہچانتا تھا کہ آپ کی کیا عظمت ہے۔ مطلب یہ نہیں کہ اس طرح کہا تھا مگر مراد یہی تھی۔ اب جب کہ ہم آپ کے عاشق ہو چکے ہیں، آپ کی عظمت کو پہچان گئے ہیں آج ہمارا جواب یہ ہے کہ خدا کی قسم ہم آپ کے آگے بھی لڑیں گے، آپ کے پیچھے بھی لڑیں گے، آپ کے دائیں بھی لڑیں گے اور آپ کے بائیں بھی لڑیں گے۔ ناممکن ہے کہ دشمن آپ تک پہنچے سوائے اس کے کہ ہماری لاشوں کو روندتا ہوا آئے اور اے رسول اللہ ﷺ! اگر آپ حکم دیں گے کہ سمندروں میں گھوڑے دوڑاؤ تو خدا کی قسم ہم سمندروں میں گھوڑے دوڑا دیں گے۔ یہ ہے حقیقت ایمان، یہ ہے آنحضرت ﷺ کا عشق جس کا اظہار اس وقت ایسی شان سے ہوا ہے کہ کبھی دنیا میں کسی نبی کی قوم نے اس طرح اپنے نبی کو مخاطب نہیں کیا۔

تو وہی ہم ہیں اور وہی محمد رسول اللہ ﷺ ہیں۔ آج بھی جہاد ہے یہ اور اصل جہاد یہی ہے کہ ساری دنیا میں اسلام کو غالب کرنا ہے۔ اس موقع پر کون کہتا ہے کہ طوعی چیز ہے، مرضی ہے تو کرو مرضی ہے تو نہ کرو۔ حد سے زیادہ بے وقوفی اور ظلم ہے۔ آج کیا رسول اللہ ﷺ کو اکیلے چھوڑ دو گے جبکہ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ (التوبہ: 33) کے دن آئے ہیں۔ جب ساری دنیا پر اسلام کو غالب کرنے کا وقت پہنچا ہے تو کیا تم پیچھے ہٹ جاؤ گے اور یہ سوچو گے کہ پتا نہیں ہم مخاطب ہیں بھی کہ نہیں۔ ہم تو تبلیغ کر ہی رہے ہیں۔ اکیلے کو مخاطب کرنے میں یہ حکمت ہے ورنہ اللہ تعالیٰ ساری قوم کو مخاطب کر سکتا تھا جس کا مطلب بعض دفعہ فرض کفایہ لیا جاتا ہے۔

اگر اللہ تعالیٰ آنحضرت ﷺ کی بجائے مسلمانوں کو عمومی مخاطب کرتا تو لوگ سمجھتے کہ ہم میں سے بعض تو کر ہی رہے ہیں نا، فرض پورا ہو گیا۔ مگر دو حکمتیں ہیں ایک رسول اللہ کو ذاتی طور پر مخاطب کرنے کا مطلب ہے کہ تجھ سے زیادہ بڑا کسی کا مقام نہیں، تجھ سے زیادہ مجھے کوئی پیارا نہیں ہے اگر تو بھی یہ کام نہیں کرے گا تو میری نظروں میں رد ہو جائے گا۔ **نعوذ باللہ من ذالک**۔ رد ہونے کا تو سوال ہی نہیں تھا مگر سننے والے کانوں کو پیغام تھا کہ غور سے سن لو کیا ہو رہا ہے۔ اگر آنحضرت ﷺ

جن کی خاطر میں نے کائنات کو پیدا کیا تھا آپ کو مخاطب کر کے میں کہہ رہا ہوں کہ تبلیغ نہیں کرو گے تو تم رسالت کا حق ہی ادا نہیں کرو گے۔ اے محمد رسول اللہ ﷺ کے غلامو! تم اپنے متعلق سوچ لو کہ تمہارا کیا حال ہوگا، تمہاری کیا حیثیت ہوگی میرے سامنے اگر تم نے محمد رسول اللہ ﷺ کا پیغام آگے نہ پہنچایا تو کس شمار میں ہو۔

دوسرے واحد کے صیغے میں مخاطب فرمایا ہے جس کا مطلب ہے ہر شخص، ہر فرد بشر مخاطب ہے۔ کوئی یہ نہ کہہ سکے کہ قومی طور پر فریضہ ہے محمد رسول اللہ ﷺ کا نام لے کر، مخاطب کر کے فرمایا تم ہو میرے مخاطب۔ گویا آپ کی ذات کے تعلق سے جو بھی آنحضرت ﷺ کی غلامی کا دم بھرتا ہے وہ ہر ایک مخاطب ہوتا چلا جاتا ہے ایک بھی اس سے باہر نہیں رہتا۔ پس سب سے پہلے تو اہمیت سمجھیں۔ کئی لوگ مجھ سے پوچھتے ہیں کہتے ہیں جی بعض لوگ کہتے ہیں کہ ٹھیک ہے تبلیغ ہو رہی ہے جماعت کر رہی ہے تو ہمارا بھی حصہ سمجھ لیں بیچ میں۔ آپ کا حصہ نہیں ہے۔ مالی قربانی اور چیز ہے عبادتیں کرنا اور چیز ہے اور تبلیغ کو واضح طور پر پیش نظر رکھتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے یہ حکم دیا ہے وہ ان ساری قربانیوں کے علاوہ تھا۔ ایک ایسے وجود کو حکم دیا جا رہا ہے جو مالی قربانی میں سب سے آگے نکل گیا تھا، ایک ایسے وجود کو حکم دیا جا رہا ہے جو بدنی قربانی میں سب سے آگے نکل چکا تھا مگر عبادتوں کو اس مقام تک پہنچا دیا تھا کہ اس سے آگے عبادتوں کا تصور باندھا ہی نہیں جا سکتا۔ اس کو مخاطب کر کے فرما رہا ہے اگر تو نے یہ تبلیغ کا حق ادا نہ کیا فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهٗ تو پھر اپنی رسالت کا ہی حق ادا نہیں کرے گا۔ تو پہلے تو دماغ سے یہ کیڑا نکالیں کہ عمومی طور پر جماعت تبلیغ کر رہی ہے اس لئے کافی ہے۔ ہر شخص کا فرض ہے کسی نہ کسی طرح ضرور حصہ ڈالے اور اس کے حصہ ڈالنے کی بہت سی صورتیں جماعتیں پیدا کر سکتی ہیں۔ مختلف خطبوں میں میں پہلے بھی بیان کر چکا ہوں۔ اب میں پھر یاد دہانی کروا رہا ہوں مگر لوگ بھول جاتے ہیں۔ اب جتنے بھی خصوصیت کے ساتھ مغربی ممالک ہیں ان کی جماعتوں کا فرض ہے کہ مسلسل اس پہلو کو آپ اپنے پیش نظر رکھیں۔ ہر مجلس عاملہ میں ان باتوں پر غور کریں کبھی ایک پہلو پر عمل کر کے اس کا نظام جاری کریں پھر دوسرے پہلو پر غور کر کے اس کا نظام جاری کریں۔ تھکیں اور ہاریں نہیں جب تک کہ یہ نظام کلیۃً جاری نہیں ہو جاتا اور سارے احمدی، مرد ہوں یا عورت، بڑے ہوں یا بچے وہ اپنے اپنے رنگ میں اس میں شامل نہ ہو جائیں۔ شامل ہونے کے لئے ہر ایک کی صلاحیتیں ہوا کرتی

ہیں بعض ایسے بھی شامل ہونے والے ہوتے ہیں جو بستر پر پڑے دعائیں ہی کرتے ہیں۔کون کہہ سکتا ہے کہ وہ شامل نہیں ہیں۔مگر اس سے زیادہ توفیق نہیں ان کی۔جن کی توفیق ہو زیادہ کی اور پھر کم کر رہے ہوں وہ شامل نہیں ہوتے۔تو جماعت کے مختلف حصوں کی توفیق طے کرنا اور جن کو کم توفیق ہو ان کی توفیق بڑھانا یہ نظام جماعت کا کام ہے۔جہاں تک توفیق کا تعلق ہے اس کی کئی صورتیں ہیں مثلاً ایک یہ ہے کہ گزشتہ جو خطبہ میں نے دیا تبلیغ کے متعلق تو مجھے کثرت سے ایسے خط ملے یا زبانی پیغام ملے کہ سخت دل بے قرار ہے کہ ہم بھی پوری طرح حصہ لیں مگر ہمیں پتا نہیں کس طرح حصہ لیں۔حصہ لینا نہیں آتا، دلیلیں نہیں آتیں، رابطہ کیسے آگے بڑھائیں۔خواتین ہیں وہ بھی پوچھتی ہیں اور کئی کہتے ہیں کہ ہم تبلیغ کرتے تو ہیں مگر دل کی حسرت پوری نہیں ہوتی، کوئی پھل نہیں لگتا اور یہ سارے مسائل ہیں جن کو اہل علم کو حل کرنا ہے۔نظام جماعت کا فرض ہے کہ وہ ان مسائل کو عمومی طور پر پیش نظر رکھ کر پھر انفرادی طور پر ہر شخص کی راہنمائی کرے۔یہ بہت بڑا کام ہے جو ہونے والا ہے۔اس کا آغاز بھی پوری طرح اکثر جگہ پر نہیں ہوا تو پھر میں کیوں نہ آپ کو بار بار یاد کراؤں۔یہ تو سال کی بات ہے دو مہینے رہ گئے یا کم رہ گئے۔صدی میں کتنا وقت رہ گیا ہے باقی اور اگلی ساری صدی کو ہم نے پیغام بھیجنا ہے اپنی طرف سے کہ اے آنے والی صدی اور اس کے بعد آنے والی صدیو! ہمارے عشق اور ہماری قربانیوں نے تمہیں بھی حصہ دیا ہے اس لئے تم ہمیں بھی اپنی دعاؤں میں یاد رکھنا۔یہ پیغام ہے جو ہماری آج کی احمدیت کی دنیا نے کل کی احمدیت کی دنیا کو دینا ہے اس لئے کمر ہمت کسیں۔اس سے پچھلی غفلتوں کو دور کریں اور کام شروع کریں مگر وہ جن کو کام شروع کرنا نہیں آتا ان کا کیا کریں اور اکثر وہ ہیں جو تبلیغ کرنا چاہتے بھی ہیں تو کام کرنا نہیں آتا۔ان کی وجہ سے میں آج نظام جماعت کو مخاطب کر کے کچھ چیزیں سمجھانا چاہتا ہوں اور اگر آج کے وقت میں نہ سمجھائی جاسکیں تو انشاء اللہ آئندہ خطبے میں اس مضمون کو آگے بڑھاؤں گا۔

اب صرف تبلیغ کی ذمہ داری کا جائزہ لینا بہت بڑا کام ہے یعنی انگلستان کی مثال لے لیجئے اس بات کا جائزہ لینا کہ کون تبلیغ کر رہا ہے، کون نہیں کر رہا اور فہرستیں بنانا، ایک ایک دروازہ کھٹکھٹانا معلوم کرنا، پھر آگے کیسے تبلیغ کرتے ہیں یہ بعد کی بات ہے۔سب سے پہلے ایسا نظام قائم کرنا جس کے ذریعے ہر فرد بشر تک اس طرح رسائی ہو جیسے اللہ کو محمد رسول اللہ ﷺ تک رسائی تھی اور یہ حکم دیا

جارہا تھا بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ جو تیرے رب کی طرف سے اتارا گیا ہے تجھ پر اسے پہنچا آگے۔ اب اس پیغام کا اکثر لوگوں کو پتا ہی نہیں کہ کس طرح پہنچایا گیا تھا۔ اللہ مخاطب تھا محمد رسول اللہ ﷺ مخاطب تھے۔ آپ سے خطاب کیا جارہا تھا اکیلے پیغام دے دیا اور پیغام دے کر اللہ نے درست سمجھا کہ محمد ﷺ کو پیغام دیا تو ساری دنیا کو پیغام دے دیا کیونکہ ساری دنیا کا رسولؐ ہے۔

اور جب یہ کہا جارہا ہے کہ تو اپنی رسالت کو آگے نہیں پہنچائے گا اگر تبلیغ نہیں کرے گا تو گویا ساری دنیا کو تبلیغ پہنچانے کا انتظام ہو گیا ہے آنحضرت ﷺ کو فرما دیا اللہ نے۔ اب آپ سے گھر گھر پیغام اس طرح پہنچنا چاہئے۔ اکثر لوگوں کو پتا ہی نہیں اکثر ہمارے یہاں کے جو نسل کے بچے ہیں ان بے چاروں کو پتا ہی نہیں کہ یہ پیغام ان کو پہنچا ہوا ہے لیکن ان تک نہیں پہنچا۔ آنحضرت ﷺ کو مل چکا ہے آگے ہم غلاموں کا فرض تھا کہ ہر ہر گھر اسی طرح پہنچائیں، ہر گھر کے ہر فرد تک یہ بات پہنچائیں جو ہم نے نہیں پہنچائی۔ تو صرف یہی نظام اگر مقرر کریں تو دیکھیں کتنی بڑی محنت کا کام ہے۔ اس ضمن میں کچھ وہ لوگ ہوں گے جو براہ راست تبلیغ نہیں کر سکتے، کوئی بوڑھے ہیں، کوئی بے کار ہیں بیچارے، ابھی ان کو تبلیغ سکھانا لمبا کام ہے۔ ان کو اس نظام کا حصہ تو بنایا جا سکتا ہے لیکن اس کے لئے یہ خیال کر لینا کہ سیکرٹری تبلیغ کے اوپر بات چھوڑی اس نے آگے کر لیا یہ محض واہمہ ہے کبھی بھی نہیں ہو سکتا۔ مرکزی سیکرٹری تبلیغ کو یہ سارا خطبہ سنا بھی دیں تب بھی وہ آگے کچھ نہیں کرے گا۔ اس میں صلاحیت نہیں ہے اور اس صلاحیت کی خاطر میں نے مجلس عاملہ کا فرض مقرر کیا ہے۔ مجلس عاملہ کی عمومی صلاحیت کام آنی چاہئے اور یہ سوال نہیں ہوگا کہ فلاں سیکرٹری رشتہ ناطہ ہے اور فلاں سیکرٹری فلاں ہے۔ ساری مجلس عاملہ کی اجتماعی ذمہ داری ہے اور معین طور پر اب مقرر کر رہا ہوں کہ یہ جو باتیں میں کہوں گا آج کہہ رہا ہوں یا کل کہوں گا ان سب کی ذمہ دار ہر ملک کی مجلس عاملہ ہوگی اور امیر اس کا دماغ اور اس کا دل ہے۔ اس لئے امیر کا فرض ہے کہ وہ ان باتوں کو آگے جاری کرنا شروع کرے اور یہ ایک دن میں جاری نہیں ہو سکتیں۔ ایک دن میں ان سب باتوں کا آغاز بھی نہیں ہو سکتا۔ آج مثلاً یہ کام شروع ہو سکتا ہے شروع کر دیں اور اللہ پر توکل رکھیں اور پھر مسلسل نظر رکھیں کہ رفتہ رفتہ لیکن لازمی اور قطعی قدموں کے ساتھ اس کام کو آگے بڑھائیں۔

پس ایک جائزے کا نظام ہے وہ فوری طور پر قائم ہونا چاہئے اور اس جائزے کے نظام سے

تعلق میں میں یہ بتا دیتا ہوں کہ میں نے الگ الگ خدام الاحمدیہ، انصار اللہ، لجنہ یہ تقسیمیں نہیں ہونے دینی اس کام میں کیونکہ بعض دفعہ اس طرح کام بگڑ جاتے ہیں۔ کوئی انصار کے پلے پڑ گئے، کوئی خدام کے پلے پڑ گئے، کوئی اطفال کے اور اپنے اپنے رنگ میں غلطیاں بھی کرتے رہتے ہیں اور بعض دفعہ ہلکی باتیں کر دیتے ہیں۔ امیر کے شعبے میں ایک وزن ہے، امیر کے منصب میں ایک ایسا وقار ہے جو ذیلی تنظیموں کو حاصل نہیں اس لئے امراء کا فرض مقرر کر رہا ہوں وہ مجلس عاملہ پر بیٹھیں اور چاہیں تو خدام سے آدمی لیں، چاہے انصار سے آدمی لیں اور یہ جو ہدایت تھی کہ انصار اللہ کے سپرد انصار کی حیثیت سے، خدام الاحمدیہ کے سپرد خدام الاحمدیہ کی حیثیت سے امیر نے کام نہیں کرنا وہ ابھی بھی اسی طرح ہے لیکن اس تعلق میں چونکہ ان کو میں الگ الگ نہیں کرنا چاہتا، میں سمجھا رہا ہوں کہ امیر اگر کسی صدر سے کہے کہ مجھے اس قسم کے آدمی چاہئیں تو اس صدر کا فرض ہوگا کہ اس قسم کے آدمی امیر کو مہیا کر کے دے۔

اور جہاں تک کریڈٹ کا تعلق ہے یہ فضول اور ہلکی باتیں ہیں کہ خدام الاحمدیہ نے کریڈٹ لے لیا، لجنہ نے کریڈٹ لے لیا۔ کریڈٹ تو اللہ دیا کرتا ہے اور جو بھی اخلاص سے خدا کے حضور اپنی جان پیش کرتا ہے، اپنا مال پیش کرتا ہے، اپنی عقل پیش کرتا ہے اس کو ساتھ ساتھ کریڈٹ مل رہا ہے اس کے لئے انتظار نہیں کیا جاتا کہ مرے گا تو کریڈٹ ملے گا۔ وَاللّٰهُ سَرِيْعُ الْحِسَابِ (النور: 40) اللہ کے سَرِيْعُ الْحِسَابِ ہونے کا یہ بھی مطلب ہے کریڈٹ کا نظام ساتھ ساتھ جاری ہے، اسی لمحے فیصلہ کرتا جاتا ہے کہ اس کو یہ مل گیا اور اس کے کھاتے میں لکھا گیا ہے مرنے کے بعد پھر اس کو سمجھ آئے گی کہ ایک ذرہ بھی ضائع نہیں گیا۔ تو اس اعلیٰ نظام، اس بہی کھاتے میں آپ کا کریڈٹ جا رہا ہے آپ کو کیا فرق پڑتا ہے کہ خدام کے نام الگ یا لجنہ کے نام الگ کوئی کریڈٹ گیا ہے کہ نہیں گیا۔

جب بھی امیر آپ سے کہے تو بسم اللہ پڑھتے ہوئے، **اھلاً و سھلاً و مرحبا** کہتے ہوئے اس کے حضور جتنا وہ آپ سے چاہے اتنے نفس پیش کر دیں کہ ہمارے فلاں فلاں حلقے میں یہ یہ ہے وہ آپ کے اس بتائے ہوئے کام میں خصوصی طور پر مدد کریں گے۔ یہ جو جائزے کا نظام ہے ایک دفعہ جاری ہو جائے پھر مستقل نہ بھی رہے تو فرق نہیں پڑتا کیونکہ جائزہ ابتداء میں زیادہ آدمی چاہتا ہے اور اس کے لئے ہم زیادہ عہدیدار نہیں بنا سکتے ورنہ ایک Surplus چیز بن جائے گی، بیکار سی چیز کہ

عہدے باقی رہیں گے اور کام نہیں رہے گا۔ مطالبہ کچھ نہیں ہوگا اور بیٹھے رہیں گے ادھر ادھر ہو کر۔ اس لئے عہدوں کی تقسیم میں نہیں کر رہا، کام کی تقسیم کر رہا ہوں۔ امیر مانگے گا آدمی کہ مجھے سارے ملک کا جلدی سے جائزہ چاہئے اور اس کے لئے مجھے اس نوع کے آدمی چاہئیں اور پھر امیر ان کو بتائے گا کہ تم نے یعنی وہ آدمی مقرر کرے گا جن کو ان کے اوپر نگران بنایا جائے گا۔ اس کے لئے بھی بہت سے کام چاہئیں اور کہے گا تم نے پندرہ دن میں، دس دن میں جتنی جلدی جلدی ہو سکے یہ جائزہ لینا ہے کہ تبلیغ کر کون رہا ہے اور کیسے کر رہا ہے اور جب کیسے کی بات شروع ہوگی پھر ایک اور نظام شروع ہو جائے گا۔

یہ بتانا کیسے ہے ان کو کہ کیسے تبلیغ کی جاتی ہے۔ اکثر لوگ تو کہتے ہیں ہم حاضر ہیں جی بتاؤ کس طرح تبلیغ کریں لیکن جب آپ تبلیغ کرنے کی خواہش رکھنے والوں کا جائزہ لیں تو وہاں آپ کو پتا چلے گا کہ کتنا بڑا سقم ہے۔ اکثر بیچارے خواہش رکھتے ہیں طریقے کا پتا کوئی نہیں۔ ان کے لئے طریقے طے کرنا، ان کو سمجھانا اس کے مختلف ذرائع ہیں جن کو جماعت کو اختیار کرنا ہوگا۔ ان میں سے ایک ذریعہ یہ ہے کہ دوسرا جائزہ یہ لیں کہ آپ میں سے مؤثر کام کرنے والے ہیں کون اور جہاں تک میں نے ملکوں کا جائزہ لیا ہے پاکستان ہو یا غیر پاکستان ہر جگہ کچھ ایسے لوگ ضرور نظر آتے ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے کچھ باتیں عطا کی ہیں۔ ان کی زبان میں مٹھاس ہے یا سادگی کی طاقت ہے یا کچھ اور باتیں ہیں جو ضرور پھل لے آتی ہیں۔ پس پھل لانے والے اور درخت ہیں اور پھل نہ لانے والے اور درخت ہیں لیکن درختوں کو پھل دار بنانا تو ہمارا کام ہے۔ اس لئے پھل دار درختوں سے پوچھیں تو سہی کہ آپ کرتے کیا ہیں جو آپ کو پھل لگتے ہیں یعنی انسان تو بولتے ہیں یہ تو بتاتے ہیں، وہ سمجھائیں گے کہ ہم نے تو یہ طریقہ اختیار کیا تھا اور اللہ کے فضل سے پھل لگ رہے ہیں۔ اگر کوئی کہتا ہے کہ نہیں لگتے تو اس سے پوچھو کیوں نہیں لگ رہے، ہمیں تو لگتے ہیں۔ آج اسی دنیا میں ایسے ہیں جن میں سے اکیلے نے مثلاً ستر (70) کا وعدہ کیا ستر (70) کر دیئے۔ بعض ایسے ہیں کہ ساری جماعت کا وعدہ اکیلے نے پورا کیا ہوا ہے اور باقی چپ کر کے بیٹھے ہیں اور رپورٹ ہے کہ **الحمدللہ** جماعت فلاں کا وعدہ پورا ہو گیا۔ اتنا ٹارگٹ تھا اتنا ہو گیا۔ جب پتا کرو تو ایک ہی شخص تھا جس نے یہ سارا کام پورا کیا۔ مگر جب ایک شخص کا کام ہو گیا تو پھر اور بھی ذمہ داریاں آئیں گی جن کا میں آئندہ بعد میں ذکر کروں گا۔ تو جائزہ لینے کے بعد دوسرا جائزہ ان کا لینا ہے جو اچھا کام کرتے ہیں اور ہیں کتنے۔ اب سارے

انگلستان میں گنتی کے شاید ایک ہاتھ کی انگلیوں پہ گنے جائیں یا دو ہاتھ کی انگلیوں پہ گنے جائیں اس سے زیادہ نہیں ہوں گے۔ ان کو شمار کرو، ان کو بلاؤ اور محض ان سے تقریریں نہ کرواؤ خود مجلس عاملہ بیٹھ کر ان سے سمجھے، پتا کرے کہ وہ کیا کیا کام کرتے ہیں، طریقے کیا ہیں اور پھر انہی کو نگران بنا کر مختلف علاقے کے احمدیوں کی تربیت کے لئے ایک نظام جاری کیا جائے۔

سارے کامیاب مبلغ اپنے ساتھ کچھ آدمیوں کو لگائیں اور جن لوگوں کو لگایا جائے یہ وہ ہوں جو اس فہرست میں سے چنے جائیں جو پہلے تیار ہوں گے اور ان میں جوش رکھنے والے، محبت رکھنے والے پر خلوص لوگ ہیں پہلے ان کو پکڑیں۔ جو ابھی بے چارے بالکل ہی بے جان سے ہیں، جن میں ابھی نئی نئی جان ڈالی جارہی ہے ان پر بوجھ نہ ڈالیں۔ جب ایک جگہ سے ایک پودا دوسری جگہ منتقل کیا جاتا ہے تو اسی وقت تو نہیں اس کو پھل لگ جایا کرتا، اسی وقت اس پر بوجھ نہیں ڈالے جاتے بلکہ بڑی احتیاط کی جاتی ہے۔ ہمارے پاکستان میں جب میں زمینداری خود کیا کرتا تھا تو چاولوں کی پنیری ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کرتے تھے۔ شروع میں کچھ دیر جب تک وہ پودا جڑیں نہ پکڑ جائے اس کی بڑی احتیاط کرتے تھے۔ کسی بچے کو بھی اندر نہیں گھسنے دیتے تھے کیونکہ جہاں پاؤں پڑا وہاں وہ ختم ہو گیا۔ تو یہ وہم ہے کہ وہ لوگ جن کی فہرست بنائی جائے گی جن کو آپ اس نئی فہرست میں یعنی تبلیغ کرنے والوں میں داخل کریں گے پہلے ہی دن ان پر سارے بوجھ ڈال دیئے جائیں یہ نہیں ہوسکتا۔ پہلے ان میں سے وہ چنیں جو کچھ جان رکھتے ہیں، جن کے اندر نصیحتیں قبول کرنے کی خواہش ہے اور استطاعت ہے کہ اس پر عمل بھی کرسکیں۔ ان کا جائزہ لینا ایک بہت بڑا کام ہے۔ ان میں سے مختلف رجحانات رکھنے والے لوگ ہیں۔ کچھ ایسے ہیں جو تحریری، تبلیغی کام یعنی ڈاک کے کام میں بہت مستعد ہوں گے۔ جب ان کو کہا جائے باتیں کرو تو بالکل بات نہیں کرنی آئے گی۔ ایسے بھی ان میں ہونگے جو میٹھی طبیعت ہونے کی وجہ سے کسی کو بلائے اپنے گھر تو آجائے گا۔ گھر بلا کر کوئی ویڈیو دکھانی ہے۔ تو پتا ہونا چاہئے کہ کیا دکھانی ہے اور کیسے دکھانی ہے۔ اگر لٹریچر پیش کرنا ہے تو اس کا پتا ہونا چاہئے۔ تو یہ ساری تفصیلات ہیں جو دوسرے قدم کی تفصیلات ہیں۔ ان کو طے کرنا بھی بہت لمبا کام ہے لیکن جن جماعتوں میں ابھی شروع ہی نہیں ہوا کبھی تو شروع کروانا ہے وہاں۔ اس لئے اب اس قسم کے خطبہ پہلے بھی دیئے ہوئے ہیں مگر بیچ میں مجھے پتا ہے کہ آہستہ آہستہ سب سو گئے اس لئے بار

بار یہ بتانا پڑتا ہے، آپ کو یاد کروانا پڑتا ہے کہ یہ طریق کار ہے۔

اس ضمن میں مثلاً اگر آپ تبلیغ کا جائزہ لیں گے تو لٹریچر کا بھی تو جائزہ لینا پڑے گا۔لٹریچر کا جائزہ لیں گے تو آڈیو کیسٹس کا بھی جائزہ لینا ہوگا، ویڈیو کیسٹس کا بھی جائزہ لینا ہوگا۔ یہ بھی تو جائزہ لینا ہوگا کہ اس لٹریچر میں کیا ہے۔ مخالف کیا شرارتیں کرتا ہے اس کا جواب کس کس لٹریچر میں موجود ہے۔ آڈیو ویڈیو میں کس قسم کی شرارتوں کے جواب موجود ہیں۔کون سی ایسی چیزیں ہیں جو سوال و جواب کے طور پر نہیں بلکہ جماعت کی خدمت کا تعارف کرانے میں بہت اثر رکھتی ہیں۔ مجالس ہیں عربوں کے ساتھ، جرمنوں کے ساتھ اور دوسری قومیں ہیں یا البانین وغیرہ ہیں صرف اس کو دیکھنا ہی اثر ڈال دیتا ہے۔

غرضیکہ یہ جائزہ اپنی ذات میں ایک بڑا بھاری کام ہے اور اس جائزے کے بغیر آپ ان لوگوں کو جو تبلیغ کرنا چاہتے ہیں معین ٹھوس کام دے ہی نہیں سکتے، مجبوری ہے۔ یہ سب چیزیں اپنی اپنی جگہوں میں جا کر دب جایا کرتی ہیں۔ بہت سی آڈیو ویڈیوز ہیں جو اپنے اپنے مقام پر جا کر دب کر وہیں بیٹھ گئیں، سوگئی ہیں وہاں جا کے اور ارد گرد لوگ پوچھ رہے ہیں کہ فلاں بات کا جواب ہم کہاں سے لیں۔ ساری دنیا میں پہنچائی گئی ہیں یہ باتیں پھر وہاں سے خط آ جاتے ہیں۔ کوئی ملک ایسا نہیں جہاں اس نظام کو جاری نہ کیا گیا ہو اور ہر ملک کے باشندوں کو اس ملک کے امیر نے یا جو بھی اس کا ناظم مقرر تھا اس نے یہ ہی نہیں بتایا کہ ہمارے پاس کیا کیا چیز ہے۔ تو بولو تو سہی کہ تمہارے پاس ہے کیا۔ جیب میں پتا نہ ہو کہ کیا ہے تو کوئی مانگے گا کیا آپ سے۔ اپنی جیب کے راز کھول دو ساری جماعت کو بتاؤ۔

ہر تبلیغ کرنے والے کو بتاؤ تمہیں کیا پتا ہمارے پاس کیا کیا چیزیں ہیں اور جب یہ بتاؤ گے تو پھر ایک اور تقسیم ذہن میں ابھرے گی۔ ہمارے پاس بنگالیوں کے لئے بھی لٹریچر ہے۔ بنگالیوں کے لئے بھی ویڈیوز ہیں آڈیوز ہیں۔ بنگالی زبان میں مختلف مجالس کے ترجمے ہوئے ہوئے ہیں اور بنگالی زبان میں بنگالی مسائل کو حل کرنے کے لئے ہمارے پاس آڈیوز بھی ہیں، ویڈیوز بھی ہیں اور بنگالی لٹریچر بھی ہے۔ اب یہ سب اپنی جگہ دبا پڑا ہے۔ ایک آدمی مشرقی لندن سے اٹھ کر مجھے خط لکھتا ہے کہ فلاں بنگالی دوست ہے میں اس کو کیا کروں۔ اب ہر ایک کو میں کیسے جواب دوں کہ تمہارے سب مسائل کا حل پہلے سے ہو چکا ہے اور کتنا کام بڑھ جائے گا مرکزی۔ جو کام ہوئے ہوئے ہیں ان کی

صرف اطلاعیں دینے کے لئے مرکزی دفتر ہمارا ڈاکخانہ بن جائے گا ان باتوں کیلئے جو پہلے اس جماعت میں موجود ہونی چاہئیں۔

تو اس پہلو سے امراء کا کام ہے کہ اپنے مقامی امراء کا بھی جائزہ لیں ان کو پتا بھی ہے کہ نہیں مگر پتے سے پہلے خود پتا کریں۔ امیر بدلتے رہتے ہیں نئے امیر آجاتے ہیں اس لئے میں خود پتا کرنے کا اسلئے کہہ رہا ہوں کہ جو نئے ہیں ان کو پتا کرنا ہوگا۔ پتا کریں، جائزہ لیں کیا کیا چیزیں کہاں کہاں پڑی ہوئی ہیں۔ اس جائزے سے ہی ان کے دل میں ایک ہیجان پیدا ہو جائے گا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت کے پاس اتنا کچھ ہے پورا بارودخانہ موجود ہے، پورا اسلحہ خانہ تیار ہے۔ شاذ ہی کوئی ایسا پہلو ہو جو نیا ہو جس پر جواب دینے کے لئے ہمارے پاس کچھ نہ ہو اور پھر تحریر بھی موجود ہے، تقریر بھی موجود ہے، نظر آنے والی تصویریں بھی موجود ہیں۔

تو اور پھر کیا چاہئے۔ جب اس سوال پر آپ پہنچتے ہیں تو اس جائزے کے ساتھ ہی ایک اور سوال دل میں ابھر آتا ہے کہ بنگالی ہیں، ہندوستانی زبان میں، ان کی مختلف زبانوں میں لٹریچر موجود ہے۔ پاکستان کی مختلف زبانوں میں لٹریچر بھی موجود ہے، کیسٹس اور ویڈیوز بھی موجود ہیں۔ قرآن کریم کے تراجم بھی موجود ہیں تو یہ لوگ کہاں ہیں۔ ان لوگوں کو بھی تو پکڑنا چاہئے۔ تو یہیں تبلیغ کرنے والوں کی آگے تقسیم ہو جائیں گی۔ کچھ کو پاکستانیوں پر لگا دیں، کچھ کو بنگالیوں پر لگا دیں، کچھ کو افریقنوں پر لگا دیں جو یہاں رہتے ہیں اور اسی طرح آپ کی سوسائٹی کی تقسیم بھی خود بخود کام کے نتیجے میں ظاہر ہونی شروع ہو جائے گی یا نکھر کر سامنے آجائے گی۔ تو پھر اتنے ہی آپ کو گروپ لیڈرز بھی بنانے پڑیں گے۔ تو ایک تبلیغ کا کام ایک سیکرٹری کو سمجھا کر آپ چھوڑ دیں تو کیسے کر سکتا ہے۔ اس کی طاقت ہی نہیں بیچارے کی۔ چند دن اس کا جوش رہتا ہے وہ لکھ دیتا ہے چٹھیاں کہ بھئی تبلیغ کرو اور سال کے آخر پر دیکھیں میں نے اتنی چٹھیاں لکھی تھیں تبلیغ کرو۔ 'کرو' سے کیسے تبلیغ ہو جائے گی۔ کرنا سکھانا ہے۔ آپ کسی شہری کو کہہ دیں کہ منجی لگاؤ۔ وہ چھوٹی سی سادہ سی چیز ہے جو ان پڑھ بھی کرتے ہیں وہ بے چارہ سارا سال وقت ضائع کرے گا کچھ بھی اس کو پتا نہیں لگے گا کس طرح لگانی ہے۔

تو ہر کام کا ایک سلیقہ ہے وہ سلیقہ محض خواہش سے پیدا نہیں ہوتا محض بتانے سے بھی پیدا نہیں ہوتا۔ آپ جتنے مرضی لیکچر دیں کسی کو کہ اس طرح تیرا کرتے ہیں، اس طرح ہاتھ اٹھانا ہے، اس

طرح مارنا ہے۔اس طرح ٹانگیں پیچھے مارنی ہیں، یوں جسم سیدھا رکھنا ہے اور پی ایچ ڈی بھی کر لے اس کے بعد پانی میں پھینکیں وہیں ڈوب کر مر جائے گا۔ تیراکی کے نظام کی علمی اہمیت کو سمجھ کر ساری دنیا کے نظام کا مطالعہ کر لے اگر اس نے خود تجربہ نہ کیا ہو تو جہاں گہرے پانی میں اترا وہیں ڈوبا۔تو یہ قانون قدرت ہے۔ پھر ان لوگوں کا ہاتھ پکڑ کے تبلیغ میں ڈالنا پڑتا ہے۔طریقے آپ بنائیں، سوچیں، نظام کی تقسیم کریں، جو لوگ پھر آگے آنا چاہتے ہیں پھر ان کے اوپر اتنی مین پاور (Man Power) چاہئے آپ کے لئے۔ دیکھو کتنی بڑی مین پاور ڈیویلپ (Develope) ہو جاتی ہے یعنی باقی سارے کاموں کے ساتھ پہلو بہ پہلو یہ نظام پورے ملک پر چھا جاتا ہے۔

بچوں کے لئے بھی ہیں، بڑوں کے لئے بھی ہیں ان سے میری پوچھ گچھ ہے ان سے باتیں کرنی ہیں۔ایک بچے سے بیٹھ کر باتیں کرنے میں دیکھو کتنا وقت لگے گا۔بعض بچیاں ہیں انہوں نے مجھ سے پوچھا کہ ہم تو تبلیغ کرنا چاہتی ہیں ہمیں پتا کوئی نہیں آپ بتائیں۔ چنانچہ بعض دفعہ ہماری اردو کلاس میں یا دوسری مجلسوں میں جہاں فیملی ملاقات ہوتی ہے وہاں ان کو سمجھانا پڑتا ہے اور اب اللہ کے فضل سے بچیاں جن کو بالکل پتا نہیں تھا اب وہ تبلیغ کر رہی ہیں۔ وہ لٹریچر بھی تقسیم کر رہی ہیں اور تبلیغ بھی کر رہی ہیں۔ ناروے میں یہی سوال اٹھا تھا۔ وہاں کی بچیوں نے کہا کہ ہمیں بتائیں ہم کریں کیا۔ ان کو میں نے سمجھایا کہ اتنا سا تو کام کرو کہ نارویجن زبان میں ایک مضمون لکھو چھوٹا سا اور پھر مجھ سے چیک کروالو اور سارے سکولوں میں بھیجو اور ان کو کہو کہ ہمارے پاس یہ یہ چیزیں ہیں اور شروع میں بتا دو کہ دیکھو ہم وہ مسلمان نہیں ہیں جو تلوار کے زور سے کسی کو مسلمان بنا سکتے ہوں۔ ہم وہ بھی نہیں ہیں جو ہوائی جہازوں کو دھماکوں سے اڑانے والے ہیں۔ ہم وہ بھی نہیں جو یہ سمجھتے ہیں کہ تلوار کے زور سے دلوں کو تبدیل کیا جا سکتا ہے۔ ہم وہ ہیں جن کو تلوار کے زور سے تبدیل کرنے کی کوشش کی گئی ہے مگر گردنیں کٹوا دی ہیں تبدیل نہیں ہوئے۔ تبدیل دماغ سے ہوں گے، تبدیل دلیل سے ہوں گے۔

یہ تعارف تو کراؤ پہلے اور پھر پوچھو کہ کتنے دلچسپی لیتے ہیں۔ ان کو کہو ہماری خواہش ہے کہ آپ کو مثلاً مفت قرآن کریم آپ کی لائبریریوں میں رکھوا دیں۔ اب ایک سوال کے نتیجے میں یہ ساری باتیں پیدا ہوئیں اور ناروے کی جماعت کو یہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے فضیلت حاصل ہے کہ جب بھی میں نے ان کو جو کام کہا ہے وہ ضرور کرتے ہیں۔ اللہ کے فضل سے کبھی ناکام نہیں کرتے۔ چنانچہ

وہ سادہ سادہ چھوٹی چھوٹی بچیوں نے مل کر کام شروع کیا، تہلکہ مچا دیا۔ کئی مخالفتیں اٹھیں، کئی جگہ ان کو مگر وہاں تو بدتمیزی ایک درجہ ہوتی ہے حد سے زیادہ بدتمیزی نہیں ہوتی مگر ان لوگوں میں مہذب ہونے کے باوجود بعض بدتمیزی بھی دکھانے لگے اور جیسا کہ ان کو نصیحت تھی آپ نے بالکل آگے سے کوئی سختی نہیں کرنی۔ کوئی نہیں مانتا تو بسم اللہ کہہ کر واپس آجائیں۔ یہاں تک کہ بعد میں پھر ان کی معذرت کے خط آئے، شرمندگی کے خط آئے کہ ہم نے آپ سے بدتمیزی کی تھی ہم معذرت کرتے ہیں۔ تو ایک چھوٹی سی بات کے جواب میں ایک پورا نظام نہ صرف ابھرا بلکہ قائم ہوگیا ہے۔

تو احمدی بچیوں سے اگر دوسرے کام نہ بھی لینے ہوں تو اس قسم کے کام بھی تو لئے جاسکتے ہیں اور یہاں بہت بڑے کام پڑے ہوئے ہیں۔ یہاں جتنے سکول ہیں ان کی لائبریریاں ہیں ان تک سلسلے کا بنیادی لٹریچر پہنچانا اتنا بڑا کام ہے کہ اس کی جماعت کو اس وقت توفیق نہیں یعنی اس کام کو اگر آپ مہینوں میں بانٹیں، سالوں میں بانٹیں اور شروع کر دیں تو پھر ہوسکتا ہے۔ مثلاً قرآن کریم انگریزی حضرت مولوی شیر علی صاحب کا قرآن کریم دنیا کا بہترین ترجمہ ہے وہ۔ عرب بھی مجبور ہیں یہ کہنے پر کہ یہی بہترین ترجمہ ہے۔ سعودی عربین بھی یہ کہنے پر مجبور ہیں کہ یہ بہترین ترجمہ ہے۔ بزرگ انسان تھے سادہ تھے نیک تھے ہر ہر آیت کے ترجمے کے ساتھ دعائیں مانگی ہوئی تھیں اور عظیم الشان ترجمہ کی توفیق ملی ہے۔ آج تک کوئی دنیا کا مترجم اس ترجمے سے بہتر ترجمے کا دعویٰ کر ہی نہیں سکا تو یہ قرآن کریم پھیلانا ہے مثلاً۔ تو دیکھیں کتنے یہاں ہزارہا سکول ہیں، یونیورسٹیوں کے آگے شعبے ہیں اور ہر سکول کے ساتھ مختلف شعبے بھی وابستہ ہیں۔ ہزارہا جو میں نے کہا ہے میرے نزدیک اگر صرف تعلیمی لائبریریوں کو آپ دیکھیں جو چھوٹی چھوٹی لائبریریاں ہیں یا ان کے ساتھ دوسری لائبریریوں کو ڈال دیں جو حلقوں کی لائبریریاں ہیں یا ان کے ساتھ دوسری لائبریریاں ہیں تو کم سے کم پچاس ہزار لائبریری انگلستان میں نکلے گی، کم از کم، اس سے زیادہ ہو تو ہو، کم نہیں ہوسکتی۔ ان پچاس ہزار لائبریریوں میں قرآن کریم رکھوانا کتنا بڑا کام ہے اور یہ تبلیغ ہے یعنی تبلیغ کی ایک یہ بھی قسم ہے اور پھر یہ سال اسلامی اصول کی فلاسفی کا سال ہے۔ چند دن بچوں نے جوش دکھایا۔ چند دن تقسیم کر دیئے بات وہیں ختم ہوگئی۔ دیکھنا یہ ہے کہ آپ کی جماعت کے ہاتھوں سے کتنی اسلامی اصول کی فلاسفی نکل کے کتنوں تک پہنچی ہے اور اس کے لئے لائبریریوں تک پہنچانا صرف تبلیغ نہیں ہے بلکہ انفرادی طور پر

صاحب علم و دانش لوگوں تک اس طرح پہنچانا کہ وہ پھر پڑھیں بھی اور اس پر غور بھی کریں۔

تو تبلیغ کے ذرائع تو بے شمار ہیں صرف تلاش کرنے والے کی ضرورت ہے۔ وہ دیکھے تو سہی، ڈھونڈے تو سہی کہ رستہ کون سا ہے تبھی خدا تعالیٰ قرآن کریم میں وعدہ فرماتا ہے۔ وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا (العنکبوت :80) کئی دفعہ یہ آیت آپ کے سامنے پڑھ چکا ہوں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جو لوگ ہمارے بارے میں جہاد کرتے ہیں یعنی ہمیں تلاش کرتے ہیں لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا ہم نے فرض کر لیا ہے اپنے اوپر، لازم ہے کوئی اس بات کو ٹال نہیں سکتا کہ یقیناً بالضرور ہم ان کو اپنی طرف ہدایت دے کے رہیں گے اپنے رستوں کی طرف لائیں گے۔ اب رستہ تو صراط مستقیم ایک ہی ہے نا۔ یہ مراد ہے رستوں سے یعنی صراط مستقیم تک اگر پہنچنا ہے تو تبلیغ یا دوسرے جتنے بھی نیکی کے رستے ہیں وہ چھوٹے چھوٹے مختلف راہوں میں بٹے ہوئے ہیں ان میں سے جس رستے پر آپ چلیں گے اور دعا کریں گے اللہ تعالیٰ آپ کا ہاتھ پکڑ لے گا۔ تو ایک رستہ ان میں سے یہ ہے کہ لائبریریوں تک بات پہنچائی جائے۔ دوسرا راستہ یہی کتاب اہل علم و دانش تک اس سال کے ختم ہونے سے پہلے پہنچا دی جائے۔

تو انگلستان کی جماعت میں اگر ایک لاکھ کتاب تقسیم کرنے کا فیصلہ ہو تو زیادہ نہیں ہے۔ مگر فیصلہ ہوگا پھر آئے گا کہاں سے، وہ روپیہ کہاں سے آئے گا۔ پھر وہ تقسیم کیسے ہوگا۔ اگر اس نظام کو قائم کئے بغیر آپ بڑی بات کر لیں گے، بڑی چھلانگ لگا لیں گے کہ انگلستان کی جماعت کی طرف سے ایک لاکھ کا آرڈر لے لیں، ہمیں ایک لاکھ کتاب دے دیں تو یہ آرڈر لینا بھی بیوقوفی ہوگا کیونکہ مجھے پتا ہے کہ اس نے پھر کہیں نہ کہیں ڈمپ (Dump) ہو جانا ہے۔ جو چیز آتی ہے اس کے اخراج کا بھی نظام ہوتا ہے۔ اگر اس کے اخراج کا اور اس کی صحیح جگہ پر رہ کر صحیح حالت پر قائم رہنے کا نظام نہ ہو تو یہ ساری کوششیں بے کار ہو جاتی ہیں۔

پس لٹریچر میں سے ابھی ایک دو باتیں میں نے آپ سے کہی ہیں باقی سارا لٹریچر موجود ہے۔ کہاں کہاں پڑا ہوا ہے؟ کہاں کہاں پہنچائیں گے؟ کن کن جگہوں پر رکھوائیں گے؟ یہ سارا ایک نظام بننے والا ہے۔ بنگالی لٹریچر ہے تو کہاں رکھا جائے گا۔ لوگوں کو پتا ہونا چاہئے، ہر بنگالی تبلیغ کرنے والے کو پتا ہونا چاہئے فلاں جگہ میرا مواد موجود ہے۔ میرا صرف اتنا کام ہے کہ اپنے امیر یا اپنے

مقامی صدر سے کہوں کہ یہ چیزیں مجھے مہیا کر دو اور پتا ہونا چاہئے کہاں سے ملتی ہیں اور ہر شعبے کے انچارج کو ہی نہیں ہر صدر کو، ہر امیر کو معلوم ہونا چاہئے خواہ وہ اس شعبے کا انچارج براہ راست ہو یا نہ ہو کہ میرے شعبوں میں جو سارے شعبے جیسا کہ امیر ہی کے ہوتے ہیں ان میں یہ چیز فلاں جگہ ہے، یہ چیز فلاں جگہ ہے اس کا باقاعدہ نظام لکھا ہوا سامنے چارٹوں کی صورت میں لٹکا ہو یا نہ لٹکا ہو، ایک امیر کا دماغ زندہ رہنا چاہئے، اس کی عمومی نظر رہنی چاہئے کہ جس وقت مجھے جو چیز چاہئے چٹکی بجاتے ہوئے وہ حاصل کر لے۔

دراصل یہی وہ نظام تھا جس کی طرف حضرت سلیمانؑ کے زمانے میں قرآن کریم نے اشارے کئے اور سمجھنے والے سمجھے نہیں۔ ہر چیز کے لئے حضرت سلیمانؑ نے ایسا نظام قائم کیا ہوا تھا اور ایسے آدمی مقرر تھے کہ گویا جب وہ ضرورت پڑتی تھی تو چٹکی بجاتے ہوئے حاضر کرتے تھے، آنکھ جھپکنے میں حاضر کرتے تھے۔ یہ محاورہ تھا۔ ایسے صاحب علم تھے جن کو صناعی کے اوپر مہارت حاصل تھی۔ ان صاحب علم لوگوں میں سے ایک نے دعویٰ کیا آپ نے فرمایا ہاں اس نے گویا دیکھتے دیکھتے حاضر کر دیا یعنی ایک ایسا تخت بنا دیا جو ملکہ سبا کے تخت سے اتنا مشابہ تھا کہ جب اس نے دیکھا تو کہا **کانہ ھو** یہ نہیں کہا وہی ہمارے گھر سے چوری ہوا ہوا ہے۔ اس نے کہا ایسا مشابہ ہے کہ گویا وہی ہے۔ تو یہ نظام کا کام ہوا کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ نے اس نظام کی مثالیں قرآن کریم میں ہمیں سمجھا دی ہیں۔

تو امیر کے لئے ایک دفعہ نظام بنانا مشکل کام ہے، نظام پر کاٹھی ڈالنا مشکل کام ہے مگر ایک دفعہ ڈال کے بیٹھے تو پھر مزے ہی مزے ہیں کیونکہ پھر اس کا سارا وقت مصروف تو رہے گا مگر ان باتوں میں مصروف رہے گا جو گویا اس کی انگلی کی نوکوں پر لکھی ہوئی ہیں۔ بے چینی نہیں پیدا ہوگی۔ کام جتنا بڑھے گا اس کو پتا ہے میں نے فلاں جگہ فلاں آدمی کے سپرد کام کرنا ہے۔ فلاں جگہ فلاں آدمی کے کام سپرد کرنا ہے۔ یہ کام اس طرح ہوگا وہ کام اس طرح ہوگا۔ ذہن پوری طرح منظّم ہو چکا ہوگا اور اسی کا نام قرآن کریم میں اسۡتَوٰی عَلَی الۡعَرۡشِ (الاعراف:55) بیان کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے چھ دن لگائے اور اللہ کے دن بہت بڑے بڑے دن تھے۔ ساری کائنات کا نظام پیدا کیا ہے اس میں کوئی ذرہ بھی باقی نہیں چھوڑا۔ اس نظام کے کسی ایک چھوٹے سے حصے پر بھی آپ غور کریں تو آپ اس کا احاطہ نہیں کر سکتے۔

اللہ کی شان دیکھیں کس تفصیل کے ساتھ سارے نظام بنائے ہیں۔ تب فرمایا ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ پھر یہ اس کا عرش تھا، یہ اس کی کائنات تھی وہی اس کا بادشاہ تھا وہ اس کائنات کے تخت پر بیٹھا۔ مراد یہ نہیں کہ نکما بیٹھا نعوذ باللہ۔ مراد یہ ہے کہ نظام مقرر ہو گیا اب ہر چیز کے لئے ایک صورت ہے حل ہونے کی۔ ایک قاعدہ ہے جس کی رو سے وہ معاملہ حل کیا جائے گا اور آگے بڑھایا جائے گا اور اس کے لئے بے انتہا سوچ اور تدبر کی ضرورت ہے۔ ایسے تدبر کی ضرورت تھی کہ آپ چھوٹی سی چیز پر بھی غور کریں تو واقعۃً دماغ بھنا جاتا ہے یہ ہو کیسے سکتا ہے مگر ہوا ہے اور پھر جب ہو گیا تو پھر کائنات کا خدا خود مستحکم ہو گیا اور سارا نظام یوں چل رہا ہے ہمیں آواز ہی کوئی نہیں آرہی، چپ چاپ آپ جتنے سانس لے رہے ہیں بیٹھے جس کو دمہ ہو گا صرف اس کی آواز آئے گی باقیوں کو تو پتا بھی نہیں لگ رہا کیا ہو رہا ہے اور ہر سانس کے ساتھ جو آگے نظام وابستہ ہیں اگر میں کھولوں تو آپ حیران رہ جائیں۔ ہر سانس کے ساتھ جو آپ آکسیجن لے رہے ہیں اس آکسیجن کے، خطروں سے خدا تعالیٰ نے آپ کو کیسے بچایا ہوا ہے کیونکہ یہی آکسیجن زندگی کی دشمن ہے اور کس حفاظت کے ساتھ اس کو باقاعدہ جس طرح پہرے دار مقرر ہوتے ہیں اس کو وہاں پہنچایا جا رہا ہے جہاں اس کی ضرورت ہے اور وہاں اس کے لئے خلاء مقرر ہیں وہاں جائے گی اپنا کام کرے گی اور پھر جب کاربن ڈائی آکسائیڈ میں بدلے گی تو اس کی واپسی کا انتظام کیا ہوا ہے اللہ تعالیٰ نے۔ ایک سانس آپ نے لیا، پھیپھڑے کو بھرا اور خارج کر دیا۔ آپ نے کہا چلو جی چھٹی ہوئی بس اتنی سی بات تھی۔ اتنی سی بات نہیں ہے۔ صرف سانس کے نظام کو جاری کرنا اور خون کے ہر ذرے تک اس کا فائدہ پہنچانا اور اس کی Waste Product کو واپس کرنا ایک اتنا بڑا کام ہے کہ اس کا اگر آپ مطالعہ کریں تو آپ کی عقلیں دنگ رہ جائیں گی اور یہ انسانی جسم کا جو نظام ہے اس کا کروڑواں حصہ بھی نہیں ہے۔ بے شمار اور نظام جاری ہیں اور ساری کائنات ہے۔ ہر جانور کا نظام ہے۔ اس کا اپنا دماغ ہے۔ ہر چیز کے قوانین مقرر ہیں۔ تو جو باتیں میں آپ کو اختصار سے بتا رہا ہوں ان میں سے ہر بات کا کروڑواں حصہ بھی اگر آپ باریک نظر سے اپنی آنکھوں کے سامنے دیکھیں گے تو اس میں سے ایک جہان پیدا ہو جائے گا۔ یہ معنی ہے ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ کا۔ اللہ نے یہ سارے نظام پیدا کر دیئے اور پھر عرش پہ اس لئے بیٹھا کہ از خود جاری ہو گئے گویا کہ آپ ہی آپ چلے جا رہے ہیں۔

آج مجلس سوال و جواب میں میں نے یہی مسئلہ اٹھایا تھا۔ اردو کی وہ مجلس سوال و جواب تھی کہ پانی کو دیکھ لو کس طرح خدا اٹھا رہا ہے، کس طرح پہنچا رہا ہے، کس طرح واپس کر رہا ہے، کس طرح Waste Product کو فائدہ مند چیزوں میں تبدیل کیا جا رہا ہے۔ اسی چیز کو آپ دیکھ لیں تو پھر دنیا میں انسانوں کی تخلیق کے ساتھ مقابلہ کر کے دیکھیں۔ انسان کی ہر تخلیق کا Waste Product ایسا ہے جو اس کے لئے مصیبت بنا ہوا ہے۔ Pollution ہوگئی، فضا گندی ہوگئی روز بروز مصیبت بڑھتی چلی جارہی ہے اور خدا تعالیٰ کی کائنات میں ہر Waste Product دوسرے کے لئے ایک مفید وجود بن گئی ہے۔ وہی Waste Product ایک کا زہر دوسرے کی غذا اور ایک ایک ذرہ ہر Waste Product کا دوبارہ سارے نظام میں گھمایا جا رہا ہے اس کا نام اسۡتَوٰی عَلَی الۡعَرۡشِ ہے۔ پھر کام چلتے ہیں جیسے چل ہی نہیں رہے پتا ہی نہیں لگ رہا۔ میں نے صرف سانس کی بات آپ کو بتائی تھی اس سے آگے کتنی باتیں نکل آئیں مگر آپ میں سے ہر ایک بیٹھا سانس لے رہا ہے اور پتا ہی نہیں کہ کیا ہو رہا ہے اور ایک ایک لمحہ اس سانس کا اس سارے نظام کو متحرک کئے ہوئے ہے جس کا آپ کو تصور بھی کوئی نہیں۔ تو تبلیغ کے نظام کو بھی اس طرح کریں نا جیسے خدا تعالیٰ نے کائنات کا نظام بنایا ہے۔ اس کا ایک بہت معمولی حصہ ہے لیکن ایک دفعہ جب آپ نے چلا دیا یعنی اس کو آگے بڑھا دیا تو پھر دیکھیں گے کہ یہ ضرور پھل لائے گا۔ چھوٹے سے چھوٹا جو اس نظام کا حصہ حرکت کر رہا ہوگا وہ کوئی نتیجہ پیدا کر رہا ہوگا اور جو نتیجہ نہیں پیدا کر رہا اس کو سنبھالنا آپ کا کام ہے۔ ہوسکتا ہے Waste Product ہو جو کسی اور جگہ کام آرہا ہو یعنی بعض لوگ ایک کام میں Waste Product یعنی بے کار طاقت پیدا کر رہے ہوتے ہیں اسی حصے کو کسی اور کام میں استعمال کریں تو مفید طاقت بن جاتی ہے۔

تو نظام کائنات سے جو خدا تعالیٰ کا نظام ہے اس سے آپ نصیحت پکڑ کے ان باتوں کو جو میں آپ کو سمجھا رہا ہوں ان کو آگے بڑھائیں تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہماری تبلیغ کا نظام دن بدن مستحکم ہوتا چلا جائے گا۔ مگر اس کی اور بھی باتیں ہیں جو سمجھانے والی ہیں۔ سر دست میں نے آپ کو دو باتیں بتائی ہیں۔ اس نظام کو جاری کریں ہوسکتا ہے سارا سال محنت کے بعد ہی پوری طرح جاری ہو۔ یہ دو مہینے تو تھوڑی بات ہے لیکن ایک بات میں آپ کو بتا دیتا ہوں کہ جہاں بھی احمدی وجود کو آپ نے

نافع الناس وجود بنا دیا، جہاں بھی ایک شخص کو اس کی تخلیق کے تقاضے پورے کرنے کے سلیقے سکھا دیئے ہر شخص کو اللہ تعالیٰ نے اس کی خلقت کے مطابق پیدا کیا ہے ہر شخص میں صلاحیت موجود ہے کہ اس خلقت سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھائے۔ نظام جماعت کا کام یہ ہے کہ ہر فرد بشر کی خلقت کے مطابق اسے سمجھا دے کہ تم کیا کچھ کر سکتے ہو۔ ایک دفعہ آپ کر دیں تو پھر روزانہ انگلی نہیں پکڑنی ثُمَّ اسْتَوٰی عَلَی الْعَرْشِ کا یہ معنی بھی تو ہے۔ پھر وہ کام جب سیکھ جاتا ہے اس کو اتنا مزہ آتا ہے اس خدمت میں کہ وہ از خود اس کام کو آگے بڑھاتا چلا جاتا ہے بلکہ اس کی فکر لگی رہتی ہے کہ مجھے کچھ اور ملے، میں اور بھی زیادہ پہلے سے بڑھ کر کام دکھانے والا ہوں۔ ایسے لوگوں کے لئے تو کسی سیکرٹری تبلیغ کی ضرورت نہیں رہتی۔ یہی وہ لوگ ہیں جن سے میں کہہ رہا ہوں کہ سیکرٹری تبلیغ فائدے اٹھائیں۔ جب ایک دفعہ آپ نے ساری جماعت کو نظام میں ڈھال دیا تو پھر آگے آگے بھاگے گی۔ پھر آپ کے لئے اور کچھ نہیں کرنا سوائے دعاؤں کے۔ پھر اپنی توجہ کو دوسری طرف پھیریں۔ جیسے ہر دن ایک نیا تخلیق کا مضمون اٹھاتا ہے اسی طرح آپ کا ہر دن نئی تخلیق کی باتیں سوچنا شروع کر دے کہ یہ کام آگے بڑھانے میں وقت لگے گا۔ مگر جب آگے بڑھے گا تو حیرت انگیز نتائج نکلیں گے۔

اس طرح ہم نے دنیا فتح کرنی ہے جس طرح خدا نے سکھایا ہے، جس طرح خدا نے محمد رسول اللہ ﷺ کو حکم دیا۔ ان باتوں کو بھلا کر نظام کائنات سے منہ موڑ کر آپ دنیا کی ایک گلی بھی فتح نہیں کر سکتے، اپنا گھر بھی فتح نہیں کر سکتے، اپنی اولاد کی بھی تربیت نہیں کر سکتے۔ تو اللہ تعالیٰ ہمیں اس بات کی توفیق عطا فرمائے کہ اس طرح ہم اپنے کاموں کو منظّم کر لیں اور ہر امیر کو علم ہو کہ آج میرا دن کل کے دن سے بہتر ہے۔ آج پہلے سے بڑھ کر میں خدا تعالیٰ کے فضل کے ساتھ ان فرائض کو بہتر رنگ میں سرانجام دینے کی طاقت رکھتا ہوں اور دعائیں کرنا نہ بھولیں۔ وہ میں ساتھ ساتھ یاد کراتا رہوں گا۔ ہر کام دعا کے ساتھ آسان ہو جایا کرتا ہے دعا کے بغیر ہر اعلیٰ سے اعلیٰ تدبیر بھی بے کار چلی جاتی ہے۔ یعنی روحانی دنیا میں دعا کو **مسبب الاسباب** ہونے کا مقام حاصل ہے اس کے ساتھ اب میں اس خطبے کو ختم کرتا ہوں۔

ایک بات حضرت سیدہ مہر آپا کے متعلق یہ بیان کرنی چاہتا ہوں۔ سید نعیم احمد صاحب ان کے بھائی واپس تشریف لائے ہیں ان سے باتیں ہوئیں ان کو علم نہیں تھا بہت سی باتوں کا کہ کس طرح

باریک باریک چیزوں کا خیال رکھتے ہوئے ہم نے اس کام کو آگے بڑھایا اور اللہ تعالیٰ نے ان کو ایسے وقت میں وفات دی ہے کہ ان کے دنیا کے سارے کام ایک عمدہ نظام کی صورت میں چل چکے ہیں ہر چیز کا خیال رکھا جا چکا ہے لیکن اس بارے میں میں یہ بات سمجھانی چاہتا ہوں۔ بہت سی باتیں ہیں جو میں اس وقت مناسب نہیں سمجھتا جماعت کے علم میں لانا مگر بہت ایسے مواقع آئے تھے جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ابتلاء تھا مگر خدا نے ان ابتلاؤں کو حل فرما دیا اور ان کا خود خیال رکھا۔ آخری دنوں میں طبیعت واقعی بہت خراب تھی، بہت تکلیف دہ حالات تھے اور خود دعائیں کیا کرتی تھیں کہ اے خدا مجھے اب میرے ماں باپ کے پاس، میرے خاوند کے پاس پہنچا دے۔ ان کے لئے جو تعزیت کے خط آ رہے ہیں وہ اتنے زیادہ ہیں کہ مجھ میں طاقت نہیں کہ میں ان کا جواب دے سکوں اور ہمارے دفتر میں اور طوعی عملے میں بھی طاقت نہیں ہے۔ پہلے جو جواب دیئے جا رہے تھے وہی ختم نہیں ہو رہے ابھی تک۔ اس لئے میں جماعت سے درخواست کرتا ہوں کہ یہ یقین کریں کہ ان سب کے خطوط میری نظروں کے سامنے سے گزرے ہیں۔ ایک بھی ایسا نہیں جو میں نے نہ دیکھا ہو اور ہر ایک کے لئے دل میں جذبات تشکر پیدا ہوئے ہیں اور دعا ہوئی ہے **جزاکم اللہ** کہا گیا ہے تو اب خط کی توقع نہ رکھیں۔ یہ خطبہ اور اس خطبہ میں جو میں یہ اعلان کر رہا ہوں میری طرف سے جوابی خطوط کا نمائندہ سمجھا جائے۔ **جزاکم اللہ احسن الجزاء**۔ اس لئے اظہار تعزیت بے شک کریں مگر اظہار تعزیت کا جواب یہ ہے جواب دے رہا ہوں۔ اللہ تعالیٰ آپ سب کو دنیا اور آخرت کی بہترین حسنات سے نوازے اور حضرت سیدہ مہر آپا کے درجات کو ہمیشہ بلند فرماتا رہے اور ان کے وہ کام جو نیکی کے کام ابھی ہونے والے باقی ہیں ان کو پوری طرح سرانجام دینے کی مجھے اور جو بھی اس میں ملوث ہیں ان کو توفیق عطا فرمائے۔ آمین